از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 24 جولائی 2000

فیڈریشن آف بار ایسوسیشنز ان کرناٹکا

بنام

یونین آف انڈیا

[کے ٹی تھامس اور ایم بی شاہ، جسٹسز]

آئین ہند 1950:

آرٹیکل 32-رٹ پٹیشن- قابل سماعت-بنیادی حق کی خلاف ورزی-عدالت عالیہ کی علیحدہ بنچ کے قیام کے لیے دائر درخواست-بنگلور سے مختلف ضلعی مراکز تک طویل فاصلے کی بنیاد پر جو مدعیوں کے لیے انصاف حاصل کرنے میں مہنگا اور وقت طلب ہو جاتا ہے- حکم ہوا کہ، بنیادی حق کی خلاف ورزی کی عدم موجودگی میں رٹ پٹیشن کو برقرار رکھنے کے لیے بہت نازک بنیاد۔

آرٹیکل 214-ہر ریاست کے لیے عدالت عالیہ کا قیام- مختلف مراکز پر عدالت عالیہ کے بنچوں کا قیام جو آرٹیکل میں بیان نہیں کیا گیا ہے-کرناٹک عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے عدالت عالیہ کی اصل نشست سے دور بنچ کے مطالبے کا مطالعہ کرنے کے لیے پانچ ججوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی- حکم ہوا کہ، کمیٹی صحیح طریقے سے تشکیل دی گئی-مزید برآں، چیف جسٹس کی علیحدہ بنچ کے قیام کو ناپسند کرنے کی رائے کو عدالت عالیہ کی رائے کے طور پر سمجھا جانا چاہیے نہ کہ ان کی ذاتی رائے کے طور پر-ریاستی تنظیم نو ایکٹ، 1956- سیکشن 51۔

درخواست گزار نے بنگلور میں اس کی اصل نشست کے علاوہ شمالی کرناٹک میں مناسب جگہ پر عدالت عالیہ کا ایک علیحدہ بنچ قائم کرنے کے لیے ایک رٹ پٹیشن دائر کی۔درخواست گزار کی طرف سے پیش کی گئی وجہ بنگلور سے ریاست کے مختلف ضلعی مراکز تک کا طویل فاصلہ تھا۔کرناٹک عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے اس تجویز کا مطالعہ کرنے اور عدالت عالیہ کی پرنسپل سیٹ کے باہر بنچ کے قیام سے متعلق رپورٹ پیش کرنے کے لیے پانچ ججوں کی کمیٹی تشکیل دی تھی۔کمیٹی نے اسٹیبلشمنٹ کو ناپسند کیا۔اس لیے یہ درخواست۔

عرضی کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

حکم ہوا کہ:1.1. درخواست گزار فیڈریشن کرناٹک کے قانونی چارہ جوئی کرنے والوں کا تسلیم شدہ نمائندہ نہیں ہے اور کوئی بھی قانونی چارہ جوئی کرنے والا اپنی رہائش گاہ کے قریب واقع عدالت عالیہ کے بنیادی حق کا دعوی نہیں کر سکتا؛اس طرح درخواست گزار کے بنیادی حق کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہے۔[]

اس طرح، بھارت کا آئین، 1950 کے آرٹیکل 32 کے تحت "شمالی کرناٹک میں کسی مناسب جگہ پر "عدالت عالیہ کی مستقل بنچ کے قیام کے لیے یونین آف انڈیا کو مینڈمس کی رٹ جاری کرنے کی درخواست قابل قبول نہیں ہے۔[659-A; 657-C-D]

تامل ناڈو کاویری نیر پاسنا والا پورولگل ویوسائگل نالا اور یمائی پڑھوگپو سنگم بنام یونین آف انڈیا و دیگراں،[1990]3ایس سی سی440، ممتاز شدہ۔

2.1. عدالت عالیہ یہ فیصلہ کرنے کے لیے بہترین موزوں مشینری ہے کہ آیا اس عدالت عالیہ کی بنیادی نشست سے باہر بینچ کا ہونا ضروری اور قابل عمل ہے یا نہیں۔,عدالت عالیہ کا چیف جسٹس عدالت عالیہ کے بنچ کے قیام کے معاملے میں اہم کونسل ہے۔اس عدالت عالیہ کا سربراہ ہونے کے ناطے اسے اس طرح کے مشاورتی عمل کے دوران جب ضرورت ہو تو رائے تشکیل دینی ہوتی ہے۔چیف جسٹس کسی بھی سیاسی یا تنگ نظری سے

رہنمائی نہیں کریں گے۔ جب وہ رائے دیتا ہے تو یہ عدالت عالیہ کی رائے ہوتی ہے نہ کہ محض اس کی ذاتی رائے۔[659 F-H]

2.2. کرناٹک عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی تشکیل کردہ پانچ ججوں کی کمیٹی نے عدالت عالیہ کی پرنسپل سیٹ کے باہر بنچ کے اداروں کو مسترد کر دیا ہے۔ لہذا سیاسی یا دیگر تحفظات کی بنیاد پر عدالت عالیہ کو مختلف علاقوں میں تقسیم کرنا نقصان دہ ہے۔[660 C-E]

2.3. مختلف علاقوں میں واقع عدالت عالیہ کے مختلف بنچوں کے ہونے سے ریاستی خزانے پر بھاری بوجھ پڑے گا اور عدالت عالیان کو مختلف علاقوں میں رکھنے سے عدالت عالیہ کی فعال کارکردگی بہت زیادہ متاثر ہوگی۔ جب عدالت عالیہ کا چیف جسٹس ایک واحد دفتر ہوتا ہے، اور ایڈوکیٹ جنرل بھی ہوتا ہے، تو عدالت عالیہ کو مختلف خطوں میں مختلف بنچوں میں تقسیم کرنا بلاشبہ عدالت عالیہ کے کام کاج کی افادیت کو متاثر کرے گا۔ عدالت عالیہ کی نشست کے لیے فاصلاتی عنصر ایک متعلقہ غور ہو سکتا ہے لیکن نہ ہی واحد غور اور نہ ہی عدالت عالیہ کے دیگر بنچوں کو اصل نشست سے دور قائم کرنے کے سوال کا تعین کرنے میں فیصلہ کن غور۔[660 F-G]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: رٹ پٹیشن (C) نمبر 379 سال 2000۔

(ائین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت۔)

درخواست گزار کے لیے این ڈی بی راجو، بھارتی راجو اور اندیور گڈول۔

عدالت کا فیصلہ تھامس جسٹس نے سنایا۔

مرکزی نشست سے مختلف مراکز پر عدالت عالیہ کی بنچوں کے قیام کا مطالبہ بغیر کسی تخفیف کے ایک شور ہے۔ انصاف کے تمام متلاشیوں کے قریب واقع انصاف فراہم کرنے والے مراکز کا ہونا ایک مثالی تجویز ہو سکتی ہے لیکن عملی نفاذ کی تجویز کے طور پر عدالت عالیہ کے بنچوں کا پھیلاؤ بہت سی ناقابل تلافی کمزوریوں سے بھرا ہوا ہے۔ ان چند ریاستوں سے اشارہ لیتے ہوئے جہاں بنچوں کو عدالت عالیہ کی اصل نشست سے دور قائم

کیا گیا ہے، زیادہ تر مفسل بار ایسو سی ایشن کے اراکین کی طرف سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ عدالت عالیان کی شاخیں ایسے مراکز پر بھی واقع ہوں۔ یہاں ہبلی یا دھارواڑ میں کرناٹک عدالت عالیہ کے بنچ کے لیے مسلسل مطالبہ کا ایک ایسا ہی معاملہ ہے۔

درخواست گزار کو "فیڈریشن آف بار ایسوسی ایشنز ان کرناٹک" کے طور پر بیان کیا گیا ہے جس میں کرناٹک ریاست میں مختلف بار ایسوسی ایشنوں کے ضلعی صدور شامل ہیں جن کی تعداد 18 ہے۔ انہوں نے یہ رٹ پٹیشن آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی، تاکہ "شمالی کرناٹک میں کسی بھی مناسب جگہ پر "عدالت عالیہ کا مستقل بنچ قائم کرنے کے لیے یونین آف انڈیا کو مینڈمس کی رٹ جاری کی جا سکے۔ درخواست گزار کی طرف سے جو مقدمہ بنانے کی درخواست کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح کی بنچ درج ذیل وجوہات کے ساتھ لازمی طور پر ضروری ہے:

(1) بنگلور (جو کرناٹک عدالت عالیہ کی اصل نشست ہے) سے ریاست کے مختلف ضلعی مراکز کا فاصلہ 425-613 کلومیٹر کے درمیان ہے، اور اس لیے ان تمام اضلاع کے مدعیوں کو عدالت عالیہ تک پہنچنے کے لیے طویل فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ انصاف کے ایسے متلاشیوں کے لیے وقت طلب ہونے کے علاوہ یہ انتہائی مہنگا ہے۔

(2) چھ دیگر ریاستوں میں عدالت عالیان کے بنچ اصل نشست سے دور واقع ہیں۔ وہ یہ ہیں: مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، راجستھان، اتر پردیش، جموں و کشمیر اور بہار۔ (تامل ناڈو میں بھی جلد ہی مدورائی میں عدالت عالیہ کا ایک مختلف بنچ ہو گا)۔ درخواست گزار کا موقف ہے کہ اگر ایسی ریاستوں میں عدالت عالیہ کی اصل نشست کے باہر بنچ ہو سکتے ہیں تو کرناٹک کو بھی اتنا ہی فائدہ کیوں نہیں ملتا۔

(3) 29.10.1979 کے اوائل میں کرناٹک ہائی کورٹ کے اس وقت کے چیف جسٹس جسٹس ڈی ایم چندر شیکھر نے دھارواڑ- ہبلی میں ہائی کورٹ کی ایک بنچ کے قیام کی سفارش کی تھی۔

درخواست گزار کی طرف سے رٹ پٹیشن میں پیش کی گئی دیگر وجوہات محض مختلف الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے مذکورہ بالا تین وجوہات کی تکرار ہیں۔ یہ بتانا مناسب ہے کہ درخواست گزار نے اعتراف کیا ہے کہ کرناٹک عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے اس تجویز کا مطالعہ کرنے اور رپورٹ پیش کرنے کے لیے پانچ ججوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اور اس کمیٹی نے متعلقہ بار ایسوسی ایشنوں کو سننے کے بعد جون 2000 میں ایک رپورٹ پیش کی تھی جس میں عدالت عالیہ کی اصل نشست سے دور ایک علیحدہ بینچ کے قیام کی تجویز کو مسترد کیا گیا تھا۔

جب ہم نے درخواست گزار کے وکیل سے پوچھا کہ درخواست گزار اس رٹ پٹیشن کو کیسے برقرار رکھ سکتا ہے کیونکہ کسی بھی بنیادی حق کی ممکنہ طور پر خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے یا کسی بھی بنیادی حق کے نفاذ کی گنجائش کیسے ہے۔ اس تناظر میں قابل وکیل نے تامل ناڈو کاویری نیرپاسنا ولا پورولگل ویوسائنگل نالا اور یمائی پڑھوگپو سنگم بنام یونین آف انڈیا و دیگراں، [1990] 3 ایس سی سی 440 میں اس عدالت فیصلے کا حوالہ دیا۔ یہ تامل ناڈو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹی کی طرف سے دائر ایک رٹ پٹیشن پر پیش کیا گیا تھا۔ یہ رٹ پٹیشن اس عدالت میں آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی گئی تھی جس میں یونین آف انڈیا کو بین ریاستی آبی تنازعہ ایکٹ 1957 کی شرائط کے مطابق دریائے کاویری کے پانی کے استعمال سے متعلق تنازعہ کو ریفر کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ جب آرٹیکل 32 کے تحت رٹ پٹیشن کی برقرار رکھنے کے بارے میں اعتراضات اٹھائے گئے تو اس عدالت تین ججوں کے بنچ نے اس طرح مشاہدہ کیا:

> " اس حقیقت کے پیش نظر کہ ریاست تامل ناڈو نے اب درخواست گزار کی مکمل طور پر اور بغیر کسی تحفظ کے حمایت کی ہے اور عدالت نے اس معاملے کو تقریبا 7 سال تک اپنے سامنے رکھا ہوا ہے، اب ریاست کرناٹک کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراض کو قبول کرتے ہوئے اس

مرحلے پر درخواست کو خارج کرنے کے لیے کہ بیان کردہ راحت کے درخواست گزار جیسی سوسائٹی کی درخواست قابل قبول نہیں ہے، اصل صورتحال کو نظر انداز کرنا ہوگا، بہت زیادہ تکنیکی نقطہ نظر ہوگا اور ہمارے خیال میں یہ مکمل طور پر غیر مناسب اور غیر منصفانہ ہوگا۔ اس کے مطابق، ہم اس درخواست کو ایسا مانتے ہیں جس میں ریاست تامل ناڈو درحقیقت درخواست گزار ہے حالانکہ ہم نے کسی مخصوص درخواست کی عدم موجودگی میں منتقلی کا باضابطہ حکم نہیں دیا ہے۔"

مذکورہ بالا بنیاد اس معاملے میں درخواست گزار کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس درخواست کو برقرار رکھنے کے لیے بہت نازک بنیاد ہے۔ تاہم، قابل وکیل نے ایک اور زاویے سے یہ پیش کرتے ہوئے اس کی کوشش کی کہ بار مدعیوں کی وجوہات کی نمائندگی کرتا ہے اور اس لیے مدعیوں کے تیز رفتار اور کم مہنگے انصاف کے نظام کے بنیادی حق کی درخواست گزار فیڈریشن کی طرف سے حمایت کی جا رہی ہے۔

ہم دو وجوہات کی بنا پر مذکورہ دلیل سے متاثر نہیں ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ درخواست گزار فیڈریشن کرناٹک کے قانونی چارہ جوئی کرنے والوں کا تسلیم شدہ نمائندہ نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ کوئی بھی مدعی اپنی رہائش گاہ کے قریب واقع عدالت عالیہ کے بنیادی حق کا دعوی نہیں کر سکتا۔

جو بھی ہو، ہمیں یہ مشاہدہ کرنے پر اکساتا ہے کہ درخواست گزار کے پاس میرٹ پر بھی مقدمہ نہیں ہے۔ آئین کے آرٹیکل 214 کے تحت "ہر ریاست کے لیے ایک عدالت عالیہ ہوگی"۔ مختلف مراکز پر عدالت عالیہ کے بنچوں کے قیام کے بارے میں اس میں کچھ نہیں کہا گیا ہے۔ وہ قانونی شق جس کے تحت کرناٹک عدالت عالیہ کا ایک بنچ بنایا جا سکتا ہے، ریاستوں کی تنظیم نو ایکٹ، 1956 کی دفعہ 51 میں شامل ہے۔ اس حصے کا متن اس طرح ہے:

"51. نئی ریاستوں کے لیے عدالت عالیان کی پرنسپل نشست اور اجلاس کے دیگر مقامات۔-

(1) نئی ریاست کے لیے عدالت عالیہ کی اصل نشست ایسی جگہ پر ہوگی جسے صدر نوٹیفائیڈ آرڈر کے ذریعے مقرر کرے۔

(2) صدر، کسی نئی ریاست کے گورنر اور اس ریاست کے عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سے مشاورت کے بعد، نوٹیفائیڈ آرڈر کے ذریعے، عدالت عالیہ کی اصل نشست کے علاوہ ریاست کے اندر ایک یا زیادہ جگہوں پر اس عدالت عالیہ کی مستقل بنچ یا بنچ کے قیام اور اس سے متعلق کسی بھی معاملے کے لیے بندوبست کر سکتا ہے۔

(3) ذیلی دفعہ (1) یا ذیلی دفعہ (2) میں کسی بھی چیز کے باوجود، نئی ریاست کے لیے عدالت عالیہ کے جج اور ڈویژن عدالت عالیان اس ریاست میں ایسی دوسری جگہ یا جگہوں پر بھی بیٹھ سکتی ہیں جو چیف جسٹس گورنر کی منظوری سے مقرر کرے۔

چونکہ متعلقہ عدالت عالیہ کا چیف جسٹس عدالت عالیہ کے بنچ کے قیام کے معاملے میں اہم مشیر ہے، اس لیے وہ اس عدالت عالیہ کا سربراہ ہونے کے ناطے اس طرح کے مشاورتی عمل کے دوران جب ضرورت ہو تو اسے رائے تشکیل دینی ہوتی ہے۔ عام طور پر چیف جسٹس کسی بھی سیاسی یا تنگ نظری سے رہنمائی نہیں کریں گے۔ جب وہ رائے دیتا ہے تو یہ عدالت عالیہ کی رائے ہوتی ہے نہ کہ محض اس کی ذاتی رائے۔ اس لیے فطری طور پر وہ اپنی رائے دینے سے پہلے اپنے ساتھی ججوں کے خیالات کا پتہ لگا لے گا۔ موجودہ معاملے میں کرناٹک عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے صحیح کام کیا تھا جب انہوں نے عدالت عالیہ کے ججوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جو عدالت عالیہ کی اصل نشست سے دور بنچ کے مطالبے کے تمام فوائد اور نقصانات کا مطالعہ کرے گی۔ اس طرح کا کورس ایک عملی

ضرورت بن گیا کیونکہ چیف جسٹس خود ایک ایسا شخص تھا جسے ریاست سے باہر سے اس عدالت عالیہ میں منتقل کیا گیا تھا۔ عام طور پر وہ عدالت عالیہ اور اس ادارے کے مستقبل کے لیے اتنے بڑے اہمیت کے معاملات کے حوالے سے اپنے ساتھیوں سے اس طرح کی مشاورت کے بغیر خود فیصلہ نہیں لے سکتے تھے۔ کوئی بھی رائے جو وہ دیتے ہیں، جب اس پر عمل کیا جاتا ہے، اس کے عہدے کی مدت ختم ہونے کے بعد بھی اس عدالت عالیہ کے لیے دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس لیے یہ لازمی طور پر ضروری ہے کہ وہ اسی عدالت عالیہ میں اپنے ساتھیوں کے نقطہ نظر کا پتہ لگائیں۔

جب درخواست گزار نے اعتراف کیا کہ کرناٹک عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی تشکیل کردہ پانچ ججوں کی کمیٹی نے عدالت عالیہ کی پرنسپل سیٹ کے باہر بنچ کے قیام کی مخالفت کی ہے تو چیف جسٹس پر احتجاج و دیگر اں ہتھکنڈوں کے بذریعے مختلف نظریہ اختیار کرنے کے لیے دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا۔ عدالت عالیہ کی اصل نشست سے دور عدالت عالیہ کے بنچ کے قیام کا سوال حساس یا جذباتی یا علاقی تحصب پر مبنی نہیں ہے۔ عدالت عالیہ یہ فیصلہ کرنے کے لیے بہترین موزوں مشینری ہے کہ آیا اس عدالت عالیہ کی اصل نشست کے باہر بینچ کا ہونا ضروری اور قابل عمل ہے یا نہیں۔ اگر عدالت عالیہ اس طرح کے اسٹیبلشمنٹ کی حمایت نہیں کرتی ہے تو سیاسی یا دیگر تحفظات کی بنیاد پر عدالت عالیہ کو مختلف علاقوں میں تقسیم کرنا نقصان دہ ہے۔ لہذا اس عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی رائے کے برعکس عدالت عالیہ کی پرنسپل سیٹ کے باہر بنچ کے قیام کا فیصلہ کرنا سوال سے باہر ہے جو ساتھی ججوں کے خیالات پر غور کرنے کے بعد تشکیل دی گئی ہے۔

مختلف علاقوں میں واقع عدالت عالیہ کے مختلف بنچوں میں عملی مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ بھاری بوجھ کے علاوہ اس طرح کی بنچ ریاستی خزانے پر اثر انداز ہوگی جس سے عدالت عالیہس کو مختلف علاقوں میں رکھنے سے عدالت عالیہ کی فعال کارکردگی بہت زیادہ متاثر ہوگی۔ جب عدالت عالیہ کا چیف جسٹس ایک واحد دفتر ہوتا ہے، اور جب ایڈوکیٹ

جنرل بھی ایک واحد دفتر ہوتا ہے، تو عدالت عالیہ کو مختلف علاقوں میں مختلف بنچوں میں تقسیم کرنا بلاشبہ عدالت عالیہ کے کام کاج کی افادیت کو متاثر کرے گا۔ فاصلاتی عنصر (عدالت عالیہ کی نشست کے لیے) ایک متعلقہ غور ہو سکتا ہے لیکن نہ ہی واحد غور اور نہ ہی عدالت عالیہ کے دیگر بنچوں کو اصل نشست سے دور قائم کرنے کے سوال کا تعین کرنے میں فیصلہ کن غور۔ جہاں تک بہت سے سرکاری اور سرکاری اداروں کا تعلق ہے، فاصلاتی عنصر ایک مسئلہ ہے۔ کنیا کماری سے نئی دہلی کا فاصلہ قومی دارالحکومت کے قیام کے لیے فیصلہ کن غور نہیں ہے اور نہ ہی عدالت عظمیٰ کے مقام کے لئے۔ بعض دوسری بڑی ریاستوں کے حالات پر زور دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جہاں مختلف وجوہات کی بنا پر عدالت عالیان کی بنچوں کو اصل نشست سے دور قائم کیا جاتا ہے۔

جب عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی تشکیل کردہ ججوں کی کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی کہ بنگلور سے دور عدالت عالیہ کے بنچ کا قیام ناقابل قبول ہے، تو ہمیں درخواست گزار کے لیے میرٹ پر بھی کوئی کیس نہیں ملتا۔ اس وجہ سے ہم رٹ پٹیشن کو مسترد کرتے ہیں۔

عرضی خارج کردی گئی

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24